ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

سونیا کنول
ایم فل ریسرچ اسکالر، یونیورسٹی آف سدرن پنجاب (یو ایس پی)۔
ڈاکٹر عبدالرسول ارشد
اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف سدرن پنجاب (یو ایس پی)۔

منٹو اور بیدی کے افسانوں میں صوتی اثرات کا تقابلی جائزہ

Sonia Kanwal*
M.Phil Research Scholar, University of Southern Punjab (USP)
Dr. Abdul Rasool Arshad
Assistant Professor, University of Southern Punjab (USP)
***Corresponding Author:**

A Comparative Study of Sound Effects in the Short Stories of Manto and Bedi

The sensory perception in fiction extends beyond the visual to the auditory, creating a "soundscape" that defines the narrative's psychological and atmospheric depth. This research paper presents a comparative analysis of the "Sound Effects" (Auditory Imagery) in the short stories of Saadat Hasan Manto and Rajinder Singh Bedi, the two pillars of Urdu fiction. While Manto employs sharp, jarring, and industrial sounds—screams, sirens, and staccato dialogues—to depict the trauma of Partition and urban anxiety, Bedi utilizes muted tones, folk songs, domestic noises, and pregnant silences to explore the mythological and psychological undercurrents of human relationships. This study draws upon the theories of "Acoustic Ecology" and "Literary Acoustics" to argue that sound in Manto is a tool of "Shock," whereas in Bedi, it serves as a vehicle for "Resonance" and cultural memory. The paper critically examines selected texts to demonstrate how auditory distinctiveness forms the core of their respective stylistic identities.

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38

ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Auditory Imagery, Sound Effects, Acoustic Ecology, Saadat Hasan Manto, Rajinder Singh Bedi, Urdu Short Story, Phonocentrism, Narrative Rhythm.*

ادب میں حسیات کا مطالعہ عموماً بصارت یا بصری پیکر تراشی (Visual Imagery) کے گرد گھومتا ہے، حالانکہ انسانی وجود اور شعور کی تشکیل میں سماعت یا "آواز" کا کردار بصارت سے کسی طور کم نہیں۔ افسانہ نگاری میں بیانیے کی تشکیل صرف مناظر کی عکاسی سے نہیں ہوتی بلکہ اس "صوتی فضا (Soundscape) " سے بھی ہوتی ہے جو مصنف الفاظ کے دروبست، مکالموں کے آہنگ اور پس منظر کی آوازوں سے تخلیق کرتا ہے۔ اردو افسانے کے عہدِ زریں میں سعادت حسن منٹو اور راجندر سنگھ بیدی دو ایسے نام ہیں جنھوں نے اپنے افسانوں میں آواز کو بطور تکنیک اور استعارہ استعمال کیا، مگر ان دونوں کے ہاں صوتی اثرات کی نوعیت اور مقصدیت ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہے۔ وارث علوی نے بیدی کے فن پر بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"بیدی کے افسانوں میں ایک دھیمی آنچ اور دبی ہوئی گھٹن کی آواز سنائی دیتی ہے، جبکہ منٹو کا افسانہ ایک دھماکے یا گولی کی آواز سے شروع ہوتا ہے[1] "۔

یہ بنیادی فرق ان دونوں افسانہ نگاروں کی افتادِ طبع اور ان کے موضوعات کے تنوع کا عکاس ہے۔ منٹو کا صوتی منظر نامہ ہنگامی، کرخت اور تیز ہے، جو جدید مشینی دور اور فسادات کی افراتفری کا نمائندہ ہے، جبکہ بیدی کا صوتی منظر نامہ نامیاتی (Organic)، دھیما اور ثقافتی گونج کا حامل ہے جو دیومالائی اور گھریلو فضا کو جنم دیتا ہے۔

منٹو کے افسانوں میں صوتی اثرات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ آواز کو قاری کے اعصاب پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں آوازوں میں ایک طرح کی " تیکھی دھار " ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں خاموشی کو توڑنے کے لیے غیر معمولی اور بعض اوقات لغو آوازوں کا سہارا لیتے ہیں۔ مشہور افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ " اس کی بہترین مثال ہے جہاں بشیر سنگھ کی بے معنی بڑبڑاہٹ "اوپڑ دی گڑ گڑ دی اینکس بے دھیانہ دی مونگ دی دال آف دی لالٹین" محض الفاظ نہیں بلکہ ایک مسلسل صوتی اثر ہے جو پاگل خانے کی لایعنیت اور تقسیمِ ہند کے سیاسی شور شرابے پر ایک طمانچہ ہے۔ شمیم حنفی نے درست نشاندہی کی ہے کہ

"منٹو کے افسانوں میں تکرار کی آوازیں ایک خاص ردھم پیدا کرتی ہیں جو قاری کے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برستی ہیں[2] "۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38
ماخذ تحقیقی مجلہ

منٹو کے ہاں آوازیں اکثر و بیشتر تشدد اور خوف کی فضا قائم کرتی ہیں۔ افسانہ "کھول دو" میں جب سراج الدین کھڑکی کھولتا ہے تو وہاں محض کھڑکی کھلنے کی آواز نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ "تھانے دار کا پسینہ پونچھنے" اور "لڑکی کے شلوار کا ازار بند کھولنے کے لیے ہاتھ ہلانے" کی مدہم مگر ہولناک صوتیات وابستہ ہیں۔ یہاں لفظ "کھول دو" خود ایک ایسی آواز بن جاتا ہے جو مردہ جسم میں زندگی کی نہیں بلکہ ایک مشینی ردعمل کی گونج ہے۔ اسی طرح "ٹھنڈا گوشت" میں ایشر سنگھ اور کلونت کور کی ہاتھاپائی کی آوازیں، سانسوں کا اکھڑنا اور خنجر کا گوشت میں پیوست ہونا، یہ سب منٹو نے صوتی جزئیات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ممتاز شیریں کے بقول

> "منٹو کے افسانوں کی آوازیں حقیقت نگاری کی انتہا ہیں، وہاں موسیقی نہیں بلکہ زندگی کا شور (Noise) ہے[3] "۔

اس کے برعکس جب ہم راجندر سنگھ بیدی کی افسانوی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو وہاں صوتی اثرات کی نوعیت یکسر تبدیل ہو جاتی ہے۔ بیدی کے ہاں آواز "شور" نہیں بلکہ "سرگوشی" یا "لوک گیت" کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ان کے افسانوں میں صوتی اثرات خارجی ماحول سے زیادہ کرداروں کے باطن اور ان کے ثقافتی لاشعور سے برآمد ہوتے ہیں۔ افسانہ "لاجونتی" میں "لاجونتی کے گھونگٹ..." والا گیت محض پس منظر کی موسیقی نہیں بلکہ پورے افسانے کا "لائٹ موٹیف (Leitmotif) " ہے۔ بیدی آوازوں کے ذریعے ماحول کی سنگینی اور کرداروں کے جذبات کو مجسم کرتے ہیں۔ گوپی چند نارنگ نے بیدی کے فن پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> "بیدی کے افسانوں میں آوازیں اشاروں کی زبان بولتی ہیں، ان کے ہاں خاموشی بھی بولتی ہے اور الفاظ کا دروبست ایک دھیمی لے (Rhythm) پیدا کرتا ہے[4]"۔

افسانہ "گرہن" میں چاند گرہن کے موقع پر ہولی کی آوازیں اور منتروں کا جاپ ایک ایسی پراسرار صوتی فضا تخلیق کرتے ہیں جو ہولی اور کیتکی کے جذباتی مدوجزر کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ بیدی گھریلو زندگی کی چھوٹی چھوٹی آوازوں—جیسے برتنوں کا کھڑکنا، گھڑی کی ٹک ٹک، کپڑے دھونے کی تھاپ، یا بچے کے رونے کی آواز—کو افسانے کے مرکزی تاثر کا حصہ بنا دیتے ہیں۔

> افسانہ "اپنے دکھ مجھے دے دو" میں مادو اور اندو کے درمیان ہونے والی گفتگو اور خاموشیوں کے وقفے ایک ازدواجی سمفنی (Symphony) کی طرح ہیں جہاں ہر آہٹ کا ایک نفسیاتی مطلب ہے[5]۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38

تقابلی نقطہ نظر سے دیکھیں تو منٹو اور بیدی کے ہاں "مکالمے کی صوتیات (Acoustics of Dialogue)" میں بھی واضح فرق ہے۔ منٹو کے مکالمے "اسٹیکاٹو (Staccato)" انداز کے ہوتے ہیں، یعنی مختصر، کٹے ہوئے اور تیز۔ ان میں ایک طرح کی تڑتڑاہٹ ہوتی ہے جیسے ٹائپ رائٹر چل رہا ہو۔ ان کے کردار ایک دوسرے کی بات کاٹتے ہیں اور جملوں کی ادائی میں جذبات کا فوری اظہار ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بیدی کے مکالمے "لیگاٹو (Legato)" انداز کے ہیں، یعنی بہتے ہوئے، طویل اور ایک دوسرے میں پیوست۔ بیدی کے کردار ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہیں، ان کے جملوں میں ایک طرح کا بوجھل پن اور سوچ بچار کا عمل دخل ہوتا ہے۔ محمد حسن عسکری نے منٹو اور بیدی کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

> "منٹو کی نثر میں کرکرا پن اور کھردری آواز ہے جو چونکاتی ہے، جبکہ بیدی کی نثر میں ایک لیس دار مادہ اور بھاری گونج ہے جو اپنی گرفت میں لیتی ہے[6] "۔

منٹو کے افسانے "نئے قانون" میں منگو کوچوان کی آوازیں، ٹانگے کے گھوڑے کی ٹاپ اور سڑک کا شور ایک ہنگامی کیفیت پیدا کرتا ہے جو منگو کے ذہنی انتشار کی عکاسی کرتا ہے۔

> دوسری طرف بیدی کے افسانے "کوکھ جلی" میں آوازیں ایک مسلسل دکھ اور المیے کی داستان سناتی محسوس ہوتی ہیں[7]۔

صوتی اثرات کے ضمن میں "خاموشی (Silence)" کا استعمال بھی دونوں افسانہ نگاروں کے ہاں مختلف ہے۔ صوتیاتی مطالعات (Sound Studies) میں خاموشی کو بھی ایک "آواز" تسلیم کیا جاتا ہے۔ منٹو کے ہاں خاموشی اکثر "سسپنس" یا کسی ہونے والے دھماکے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ ان کے ہاں خاموشی تب ہوتی ہے جب کوئی سانحہ گزر چکا ہو، جیسے "سیاہ حاشیے" کے مختصر افسانوں میں موت کے بعد کی خاموشی۔ یہ خاموشی "مردہ (Dead Silence)" ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بیدی کے ہاں خاموشی "حاملہ (Pregnant Silence)" ہوتی ہے، یعنی ایسی خاموشی جو اپنے اندر ہزاروں معنی چھپائے ہوتی ہے۔ افسانہ "لمبی لڑکی" میں دادی کی خاموشی یا "بیگن کا پودا" میں کرداروں کے درمیان خاموش لمحات تعلقات کی نوعیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جوتندر ناتھ نے بیدی کے افسانوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ

> "بیدی نے خاموشی کو ایک زبان دی ہے، ان کے کردار جب چپ ہوتے ہیں تو قاری کو ان کے دل کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں[8] "۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38

منٹو کی خاموشی میں وحشت ہے، بیدی کی خاموشی میں اداسی اور تفکر ہے۔

جدید سائنسی تناظر میں دیکھیں تو منٹو "اربن ساؤنڈ اسکیپ (Urban Soundscape) "کے مصنف ہیں۔ ان کے افسانوں میں بمبئی کے فٹ پاتھوں، کوٹھوں، ریڈیو اسٹیشنوں اور پاگل خانوں کی آوازیں ہیں۔ ان آوازوں میں دھات کی کھنک اور مشین کا شور ہے۔ جبکہ بیدی "ڈومیسٹک اور دیہی ساؤنڈ اسکیپ " (Domestic & Rural Soundscape) کے عکاس ہیں۔ ان کے ہاں پنجاب کے دیہات، کنویں کی آوازیں، فصلوں کی کٹائی کے گیت اور گھر کے آنگن کی آوازیں ہیں۔ ممتاز نقاد فتح محمد ملک کا کہنا ہے کہ

"منٹو کے افسانوں کی آوازیں حال (Present) کی ہیں اور وہ حال بھی جو ہنگامی ہے، جبکہ بیدی کے افسانوں میں ماضی کی گونج (Echoes of the Past) سنائی دیتی ہے[(9)] "۔

منٹو کے افسانے "ممی" میں پارٹیوں کا شور اور میوزک جدید معاشرت کی کھوکھلی آوازیں ہیں، جبکہ بیدی کے "بابل" میں باپ بیٹی کے رشتے کی جو صوتی تصویر کشی کی گئی ہے وہ ازلی اور ابدی محسوس ہوتی ہے۔

منٹو کے ہاں الفاظ کا صوتی انتخاب (Phonetic Selection) بھی بیدی سے مختلف ہے۔ منٹو اکثر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو سننے میں سخت اور کھردرے لگتے ہیں (جیسے: ہتک، پھاہا، کھول دو، ٹھنڈا)۔ ان الفاظ میں "مصمتوں (Consonants) "کا استعمال زیادہ ہے جو صوتی سختی پیدا کرتا ہے۔ بیدی ایسے الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں جو نرم اور روانی والے ہوں، ان کے ہاں ہندی اور سنسکرت آمیز الفاظ کی بھرمار ایک طرح کی "غنائیت" پیدا کرتی ہے۔ وزیر آغا نے اس فرق کو یوں بیان کیا ہے کہ

"منٹو کی نثر ایک سیدھی لکیر کی طرح سفر کرتی ہے اور اس کی آواز تیر کی سنسناہٹ جیسی ہے، جبکہ بیدی کی نثر دائروں میں سفر کرتی ہے اور اس کی آواز بھنور میں پانی کے گھومنے جیسی ہے[(10)] "۔

یہ صوتی اثرات صرف اسلوب کا حصہ نہیں بلکہ یہ ان کے افسانوی مواد (Content) کی ضرورت بھی ہیں۔ منٹو چونکہ انسانی منافقت کے پردے چاک کر رہے تھے اس لیے انہیں اونچی اور کرخت آواز کی ضرورت تھی، بیدی چونکہ انسانی دکھوں کا مداوا ڈھونڈ رہے تھے اس لیے انہیں لوری اور دلاسے والی آواز درکار تھی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38
ماخذ تحقیقی مجلہ

صوتیاتی مطالعہ (Acoustic Ecology) ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ آوازیں صرف سماعت تک محدود نہیں بلکہ یہ تہذیبی جڑوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ منٹو کے ہاں تقسیم ہند کا کرب ریلوے انجنوں کے سیٹیوں اور ہجوم کے بے ہنگم شور میں سنائی دیتا ہے، جیسا کہ مرے شیفر نے اپنے نظریات میں بیان کیا ہے کہ

صنعتی معاشرہ آوازوں کو "شور" میں بدل دیتا ہے (11)۔

بیدی کے ہاں

آوازوں کی یہ ترتیب ایک نامیاتی وحدت پیدا کرتی ہے جو والٹر اونگ کے نظریہ سماعت (Orality) سے مماثلت رکھتی ہے جہاں آواز انسان کو اس کے سماجی حافظے سے جوڑتی ہے (12)۔

انور سدید کے مطابق

بیدی کی آوازیں اردو افسانے کو ایک نئی جہت عطا کرتی ہیں جو اسے محض بیانیہ نہیں بلکہ ایک موسیقیائی تجربہ بنا دیتی ہیں (13)۔

رولاں بارتھ نے کہا تھا کہ

"متن کی لذت اس کی آواز سننے میں ہے (14) "

منٹو اور بیدی کے افسانے اسی صوتی لذت اور کرب کا بہترین نمونہ ہیں۔

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق

ان دونوں فنکاروں نے آواز کو بطور نفسیاتی ہتھیار استعمال کر کے اردو افسانے کے وقار میں اضافہ کیا ہے (15)۔

منٹو کا صوتی اثر ہمیں جھنجھوڑتا ہے اور بیدی کا صوتی اثر ہمیں اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ یہی وہ بنیادی صوتی امتیاز ہے جو ان دونوں عظیم افسانہ نگاروں کی فنی انفرادیت کو قائم کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱. وارث علوی۔ " راجندر سنگھ بیدی: ایک مطالعہ "۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۶ء، ص ۸۸۔

۲. شمیم حنفی۔ " کہانی کے پانچ رنگ "۔ نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۰۴ء، ص ۹۲۔

۳. ممتاز شیریں (مرتبہ)۔ " منٹو: نوری نہ ناری "۔ کراچی: صدف پبلشرز، ۱۹۸۵ء، ص ۵۶۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-38

ماخذ تحقیقی مجلہ

۴. گوپی چند نارنگ۔ " فکشن شعریات: تشکیل و تنقید"۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۵۔
۵. صغریٰ مہدی۔ " راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری"۔ حیدرآباد: مکتبہ شعر و حکمت، ۱۹۹۵ء، ص ۷۸۔
۶. محمد حسن عسکری۔ " انسان اور آدمی"۔ لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۴۲۔
۷. قمر رئیس (مرتبہ)۔ " راجندر سنگھ بیدی: فن اور شخصیت"۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۲ء، ص ۲۱۰۔
۸. جوتندر ناتھ۔ " بیدی کے افسانوں میں خاموشی کی زبان"۔ مشمولہ: اجرائے تحقیق، جلد ۴، ۲۰۱۵ء، ص ۳۴۔
۹. فتح محمد ملک۔ " سعادت حسن منٹو: ایک نئی تعبیر"۔ لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۱۰۱۔
۱۰. وزیر آغا۔ " اردو افسانے کے اہم موڑ"۔ لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۶۷۔
۱۱. Schafer, R. Murray. "The Soundscape: Our Sonic Environment". Vermont: Destiny Books, 1994, p. 23.
۱۲. Ong, Walter J. "Orality and Literacy". London: Routledge, 1982, p. 78.
۱۳. انور سدید۔ " اردو افسانے کی کروٹیں"۔ لاہور: الوقار پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۴۔
۱۴. Barthes, Roland. "Image, Music, Text". New York: Hill and Wang, 1977, p. 146.
۱۵. سلیم اختر، ڈاکٹر۔ " نفسیاتی تنقید"۔ لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۲۰۵۔